ترقی کیلئے تعلیم بنے سماج کا ایجنڈا

ڈاکٹر مظفر حسین غزالی

1857 کے بعد جس طرح نظام اور حالات بدلے، اس سے مسلمان پچھڑ گئے۔ کہاوت 'نبی پڑھے فارسی بیچے تیل'۔ اس وقت سر سید نے ٹکراؤ کے بجائے تعلیم کے ذریعہ ترقی کا راستہ دکھایا۔ وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ معاشرہ کی ترقی رائج معیاری تعلیم سے ہی ممکن ہے۔ جب تک اس کے حصول کو اپنا ہدف نہیں بنایا جائے گا، تب تک سماج خوشحال نہیں ہو سکتا۔ اس لئے سر سید نے اہل وطن خاص طور پر مسلمانوں کو جدید تعلیم سے آراستہ کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ کیوں کہ حکومت کی تبدیلی کا سب سے زیادہ اثر مسلمانوں پر پڑا تھا اور وہ ہر اعتبار سے پیچھے ہو گئے تھے۔ سر سید نے اپنی سوچ کو زمینی حقیقت میں بدلنے کیلئے 1857 میں مدرسۃ العلوم مسلمانان ہند علی گڑھ میں قائم کیا، جو دو سالوں میں محمڈن اینگلو اور نیشنل کالج بن گیا۔ اس سے قبل وہ بجنور اور مراد آباد میں اسکول قائم کر چکے تھے۔ اسی محمڈن کالج نے سر سید کی خواہش کے مطابق علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی شکل اختیار کی۔

سر سید احمد خاں کی پیدائش کو 17، اکتوبر کو دو سو سال ہو گئے۔ تعلیمی اعتبار سے مسلمان تب بھی پیچھے تھے اور آج بھی ہیں۔ جبکہ سر سید نے مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے ذریعہ پورے ملک کو جدید معیاری تعلیم سے جوڑنے کی کوشش کی۔ کانفرنس کا جہاں بھی اجلاس ہوتا، وہاں اسکول قائم کیا جاتا۔ اس کی وجہ سے قابل ذکر مسلم آبادی والے شہروں وقصبات میں بہت سے اسکول قائم ہوئے۔ ان میں سے کچھ انٹر اور ڈگری کالج بن گئے لیکن کئی کی حالت خستہ ہے۔ خاص طور پر شمالی بھارت میں بڑے بڑے مسلم ادارے کمیٹی کے آپسی اختلافات کی وجہ سے برباد ہو گئے۔ جن کالجوں کو یونیورسٹی بن جانا چاہئے تھا وہ آج اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ مسلم کالجوں میں مسلم طلبہ کی تعداد میں کمی کا سوال بھی پریشان کرنے والا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تعلیم کو لے کر اب بھی مسلمان شاید سنجیدہ نہیں ہیں۔

زندہ قومیں اپنے اسلاف کو نہ صرف اچھے ناموں سے یاد کرتی ہیں بلکہ ان کی سماجی خدمات وتعلیمات کو عام کرنے کی کوشش بھی کرتی ہیں۔ سر سید کے دو سو سالہ یوم ولادت کے موقع پر منعقد تقریبات کی جو خبریں آئیں، وہ بہت امید افزا نہیں ہیں۔ کئی نے سمینار، سمپوزیم کے ذریعہ تو کئی نے ڈنر کھا کر سر سید کو یاد کیا۔ لیکن کچھ لوگوں نے اس موقع پر مسلمانوں کی تعلیمی طور پر کایا پلٹ کا عہد کیا

ہے۔ایسی ہی ایک کوشش آل انڈیا ایجوکیشنل موومنٹ اور سید حامد فائونڈیشن کے ذریعہ نکالے گئے تعلیمی کارواں ہے، جس میں شریک ہو کر اسے قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔اس میں ایسی باتیں اور تجربے سامنے آئے جن سے آپ استفادہ کر سکتے ہیں۔ سید حامد فائونڈیشن کے قیام کی افتتاحی تقریب میں سابق نائب صدر جمہوریہ سید حامد انصاری نے شرکت کی تھی۔ان کا کہنا تھا کہ بچوں کی ہمت افزائی ابتدائی، مڈل اور ثانوی سطح پر اچھی کارکردگی کرنے والے طلبہ وطالبات کو انعام دے کر کرنی چاہئے۔انہیں آگے کی پڑھائی کیلئے رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے، جس کا انتظام کیا جانا چاہئے۔یہ کام اسکول کے ذمہ دار یا پھر رضاکار تنظیمیں کر سکتی ہیں۔

تعلیمی کارواں 17، اکتوبر کو سرسید کی چوکھٹ علی گڑھ سے روانہ ہوا۔یہ تیرہ دنوں میں ملک کی دس ریاستوں کے 18 مقامات سے گزرا۔کارواں یوپی، بہار، آسام، بنگال، اڑیسہ، جھارکھنڈ، چھتیس گڑھ، مدھیہ پردیش، راجستھان سے ہوتے ہوئے دہلی پہنچا۔ پہلی مرتبہ تعلیمی کارواں اپریل 1992 میں شمالی ہند کی ریاستوں میں سید حامد سابق وائس چانسلر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی سرپرستی میں اڈوانی کی رتھ یاترا کے فوراً بعد نکالا گیا تھا۔اس وقت کارواں سے مسلمانوں کو حوصلہ بھی ملا تھا اور قومی یکجہتی کو مضبوطی بھی حاصل ہوئی تھی۔اس بار کارواں کے ممبران نے محسوس کیا کہ مسلمان تعلیم کو لے کر فکر مند ہیں، وہ اپنے بچوں کو اچھی تعلیم دلانا چاہتے ہیں۔لیکن غربت اور افلاس کی وجہ سے بیشتر افراد کے خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو پاتے۔گفتگو کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ مولانا آزاد فائونڈیشن اور اقلیتی کمیشن سے ملنے والے وظائف سے فائدہ اٹھایا جائے۔ساتھ ہی مقامی سطح پر ایسا نظم ہو جس سے وہ بچے جو پڑھنا چاہتے ہیں ان کی پڑھائی میں کوئی رکاوٹ نہ آئے۔یہ مشورہ بھی آیا کہ صاحب حیثیت لوگ بچوں کی ذمہ داری لیں اور اپنی استعداد کے مطابق بچوں کو اڈاپٹ کریں۔

مسلم سماج کی اعلیٰ تعلیم میں نمائندگی تشویشناک حد تک کم ہے۔شاہین گروپ آف انسٹی ٹیوٹس کے ڈاکٹر عبدالقدیر نے اپنے تعلیمی تجربات ساجھا کرتے ہوئے کہا کہ بچوں کیلئے تعلیم میں ثانوی سطح بہت اہم ہوتی ہے۔اگر اس مرحلے کو بچے اچھی طرح پار کر لیتے ہیں تو پھر وہ زندگی میں کہیں نہیں رکتے۔وہ ایک ہزار بچے اور بچیوں کو سرکاری میڈیکل کالجوں میں سیٹ دلا چکے ہیں۔کارواں کے نمائندوں نے آر ٹی (لازمی تعلیم کے حق) ایکٹ سے فائدہ اٹھانے اور سرکاری اسکولوں کو پڑھائی پر توجہ دینے کا دباؤ بنانے کو کہا۔یہ بات بھی ابھر کر سامنے آئی کہ کیوں نہ مالدار مسلمان تعلیم کا کاروبار کریں۔وہ اچھے معیاری تعلیم کے ادارے بنائیں اور جو فیس دے سکتے ہیں، ان سے فیس لیں۔25 فیصد غریب بچوں کو مفت میں معیاری تعلیم دیں تاکہ ادارے میں فیس نہ دے پانے والوں کا بوجھ نہ

پڑے اور انہیں معیاری تعلیم بھی مل جائے۔ تعلیم کے کاروبار میں عزت، دولت اور نام تینوں چیزیں مل جائیں گی، ساتھ میں غریبوں کی دعا بھی مل جائے تو یہ ادارے آخرت میں سرخروئی کا ذریعہ بھی بن جائیں گے۔

لڑکیاں، عورتیں تعلیم میں پیچھے ہیں، یہ احساس ہر جگہ دیکھنے کو ملا۔ قرآن نے مسلم مردوں و عورتوں پر علم کے حصول کو یکساں طور پر فرض قرار دیا ہے۔ پھر بھی مسلم خواتین تعلیم کے معاملے میں مردوں سے پیچھے ہیں، جبکہ ایک لڑکا پڑھتا ہے تو اس سے ایک گھر کا بھلا ہوتا ہے لیکن اگر ایک لڑکی پڑھتی ہے تو اس کا اثر پورے خاندان پر پڑتا ہے۔ ہر سال دسویں و بارہویں کے نتائج میں لڑکیوں کے زیادہ پاس ہونے کی خبر آتی ہے۔ اس سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ لڑکیاں زیادہ پڑھ رہی ہیں۔ بلکہ یہ دیکھنا چاہئے کہ لڑکے اور لڑکیوں کی تعداد کیا ہے؟ کارواں کے دوران لڑکیوں کی تعلیم کی راہ میں آنے والی رکاوٹوں پر بھی تفصیل سے بات ہوئی۔ مثلاً اسکول آنے جانے کے دوران لڑکیوں کی حفاظت، اسکول میں ان کیلئے صاف ستھرا بیت الخلاء، اسکول جانے کیلئے سواری کا انتظام، گھر کے لوگوں کی طرف سے پڑھنے کیلئے لڑکیوں کی ہمت افزئی وغیرہ۔

بھارت میں عام لوگوں کیلئے سب سے پہلے سکندر لودی نے مدرسے بنائے تھے۔ اس سے پہلے عام لوگ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ پڑھائی لکھائی صرف اعلیٰ ذات کے لوگوں کیلئے مخصوص تھی۔ اب تعلیم سب کیلئے ہے۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو علم سے جوڑنے کیلئے مقامی سطح پر تعلیمی کارواں نکالنے کا فیصلہ ہوا۔ یہ بھی طے پایا کہ اس کے ذریعہ لیڈر شپ ابھارنے، معاشی حالت بہتر بنانے، انتظامیہ میں شمولیت اور پروفیشنل کورسیز میں داخلہ لینے کیلئے بچوں کی ہمت افزائی کی جائے گی۔ آل انڈیا ایجوکیشنل موومنٹ کے صدر امان اللہ خاں نے بتایا کہ تعلیمی ترقی کیلئے سید حامد فائونڈیشن معاون کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ اگلے سال سے صوبائی سطح پر کارواں نکالے جائیں گے تا کہ صوبائی یونٹ بعد میں فالواپ کر سکے۔ نئے اداروں کے قیام پر بھی خصوصی توجہ دی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ شمالی ریاستوں میں اکیڈمک آئی سیو (Remedial Class) شروع کیا جائے گا۔ اس میں ان بچوں کو دو تین ماہ رکھا جائے گا جو میتھ، سائنس یا انگریزی میں کمزور ہونے کی وجہ سے تعلیم میں دلچسپی نہیں لے رہے۔ یہی بچے اسکول چھوڑنے والے بن جاتے ہیں۔ بچوں کو ڈراپ آئوٹ ہونے سے بچانے کیلئے یہ قدم انتہائی ضروری ہے۔

کارواں کے دوران معیاری تعلیم کے ساتھ اخلاقی تعلیم وتربیت کی ضرورت پر بھی تفصیل سے بات ہوئی۔خواجہ شاہد سابق پرووائس چانسلر مولاناآزادیونیورسٹی،ممدوحہ ماجد،ڈاکٹر سید فاروق،صفی انوری،عبدالرشید سکندر اصلاحی، تعلیم فلاحی،عبدالقیوم انصاری وغیرہ نے مختلف موضوعات پر گفتگو

کی۔یہ بات بھی سامنے آئی کہ مدرسوں کے نظام کو نہ صرف قائم رکھا جائے بلکہ انہیں اور بہتر بنایا جائے۔کارواں کا اختتام دہلی میں ہوا۔اس موقع پر دہلی سرکار کے وزیر تعلیم منیش سسودیا نے کہا کہ " آج صرف نصاب کی تکمیل کو تعلیم سمجھ لیا گیا ہے جبکہ یہ ثانوی چیز ہے جبکہ تعلیم کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ جو پڑھایا جارہا ہے وہ بچے کی سمجھ میں آئے۔نصاب پر زور ہونے سے بچوں میں ڈراپ آئوٹ کا ریٹ بڑھ رہا ہے۔دسویں کلاس تک کم وبیش چوہتر فیصد بچے ایسے ہوتے ہیں جو درمیان میں اسکول، تعلیم چھوڑ دیتے ہیں۔ تعلیم اگر ہمارے اخلاق پر اثرانداز نہیں ہوتی تو وہ ہمارے لئے مفید نہیں ہوسکتی۔ تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ سماج میں فرق نظر آنا چاہئے۔یہ تبھی ممکن ہے جب ہم شروع سے بچے کو اخلاقیات سکھائیں گے"۔آج یوگ نہیں گیان یوگ کی ضرورت ہے تاکہ تعلیم سماج کا ایجنڈا بن سکے اور سب کی ترقی ہو، ہر ہاتھ کو کام اور ہر گھر خوشحال ہو۔ تعلیم کو سماج کا ایجنڈا بنانا چاہئے اسی سے سب کی ترقی ہوگی اور محرومی دور۔